پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد قریشی

تحقیق میں موضوع اور خاکہ سازی کی اہمیت

تحقیق اور بالخصوص ادبی تحقیق میں موضوع کی کیا اہمیت ہے اس پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور ہر لکھنے والے نے اپنی سوچ کے مطابق رائے دی ہے۔ کسی بھی زبان کا ادب اشخاص، اصناف، تحریکات، ادوار، دبستان یا لسانیات کے تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ موضوع کا تعین یا تلاش ایک طرح سے تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ موضوع کا تعین یا تلاش ایک طرح سے تحقیقی سفر کا وہ نقطہ آغاز ہے جس سے سفر کی سمت، راستے کی دشواری و ہمواری اور منزل کے حصول کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس لئے یہ پہلا قدم بڑی سوچ و بچار اور غور و خوض کے بعد اٹھانا چاہیئے۔ موضوع کے انتخاب میں درپیش مشکلات کے پیش نظر ہی رچرڈ ایلٹک نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ رفیق حیات تلاش کرنا زیادہ مشکل ہے یا موضوع تحقیق کا انتخاب کرنا [۱] تجربہ شاہد ہے کہ ہمراہ ناموافق کی مانند مستقل دردسر ہے۔ موضوع کے انتخاب میں احتیاط، مواد کی دستیابی، ذاتی دلچسپی اور دیگر امور کو پیش نظر رکھنا بے حد ضروری ہے۔ مینول آف تھیس رائٹنگ کے مصنفین نے اسی بنا پر موضوع کے تعین کے سلسلے میں یہ چار بنیادی نکات بیان کر دیے ہیں جنھیں سامنے رکھنا ہر محقق کے لئے بے حد لازمی ہے۔ [۲]

۱۔ کیا یہ موضوع اس لائق ہے کہ اس پر تحقیق کی جائے؟
۲۔ کیا اس موضوع پر تحقیق مکمل ہو سکتی ہے؟
۳۔ کیا اس موضوع پر تحقیق کرنا میرے لئے ممکن ہے؟

۴۔ کیا اس موضوع پر میں تحقیق کر سکتا ہوں؟

موضوع کے انتخاب اور تلاش کا عمل جس قدر سنجیدگی اور ٹھوس منصوبہ بندی کا تقاضہ کرتا ہے افسوس ناک امر یہ ہے کہ ہمارے ملک کے محققین کی کثیر تعداد اس پر کما حقہ توجہ نہیں دیتی۔ چند استثنائی مثالوں کو چھوڑ کر دیکھا گیا ہے کہ موضوع کی تلاش کے وقت جامعات کے اکثر طلبہ و طالبات صدور شعبہ جات کے دفتر کا طواف شروع کر دیتے ہیں یا کسی علمی و ادبی پیرو مرشد کے آستانے کا رخ کرتے ہیں اور کوشش پیہم سے انھیں موضوع تو ہاتھ آ جاتا ہے مگر اس فراہم کردہ موضوع میں ان کی ذاتی دلچسپی اور مذاق و ذوق کا سامان موجود نہیں ہوتا اور نہ ہی انہیں اس راستے کی ممکنہ مشکلات کا اندازہ ہو پاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر جامعات میں تحقیقی منصوبہ جات بمشکل پچیس یا تیس فیصد مکمل ہوتے ہیں۔ محققین کی اکثریت کچھ دور چل کر بھٹک جاتی ہے پہلے سے مناسب غور و خوض نہ ہونے کے باعث ان کی مشکلات بڑھ جاتی ہیں اور وہ مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ ہمارے ملک میں نیم پختہ اور غیر سنجیدہ محققین کی کھیپ کی ایک وجہ ایم فل اور پی ایچ ڈی ڈگریوں کے لئے حکومت کی طرف سے تحقیقی الاؤنس کا اجراءٗ ہے۔ تحقیق کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کے لئے یہ بجائے خود ایک احسن قدم ہے مگر اس کا کیا علاج کہ اب ہر ایم اے پاس ذاتی شوق وولولے کے بجائے محض الاؤنس کی کشش، نمود اور کوائف نامے کو بارعب بنانے کی خاطر تحقیق جیسی پرخار وادی میں قدم رکھنا ضروری خیال کرتا ہے۔ اس ضمن میں پروفیسر عبدالقادر سروری نے بالکل صحیح لکھا ہے۔

''آج ہر طالب علم خواہ اس میں ایک کامیاب تحقیق کے لئے محنت، ذہانت، صبر تلاش اور اخذ نتائج کی جن صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے موجود ہوں یا نہ ہوں تحقیق کرنے والوں کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوانا ضروری سمجھتا ہے اور پھر جیسا کہ دیکھا گیا ہے ''کاتا اور لے دوڑی'' کی مثالوں کی بھی تحقیق کے خواہش مندوں میں کمی نہیں ہے۔ (۳)

گزشتہ سطور میں جن محققین کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق اس گروپ سے ہے جو فن

تحقیق سے نہ تو طبعی مناسبت رکھتے ہیں اور نہ ہی مطالعہ کتب کے عادی ہیں۔ تحقیق ان کے باطن کا تقاضا نہیں بلکہ خارج کی مجبوری ہے اس گروپ کے محققین کے تحقیقی موضوعات خود ان کی قوت فکر یا ذوق مطالعہ کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ یہ اپنے اساتذہ یا نگران کی مرضی سے موضوع کا انتخاب کرتے ہیں اور پھر اس سلسلے میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ دوسرے گروپ میں ایسے محققین آتے ہیں جنہیں لکھنے پڑھنے کے کام سے دلچسپی ہے محنت کے عادی ہیں اور سنجیدگی کے ساتھ حق تحقیق ادا کرنا چاہتے ہیں مگر پھر بھی موضوع کے انتخاب میں ٹھوکر کھا جاتے ہیں کبھی نا تجربہ کاری اور کبھی مناسب و صحیح راہنمائی کے فقدان کے سبب تحقیقی موضوع کے دلچسپ اور قابل تحقیق ہونے سے متعلق انگریز مصنف وان ڈالین نے بھی چند مزید سوالات اٹھائے ہیں۔ جنھیں سید جمیل احمد رضوی نے ترجمہ و تلخیص کے ساتھ درج ذیل نکات کے تحت درج کیا ہے۔ (۴)

۱۔ کیا میں درحقیقت اس موضوع میں دلچسپی رکھتا ہوں اور اس میں تعصب سے دور ہوں۔

۲۔ کیا میں اس مسئلے کا تحقیقی مطالعہ کرنے کے لئے ضروری مہارت، قابلیت اور علم رکھتا ہوں یا حاصل کر سکتا ہوں۔

۳۔ تحقیق کو مکمل کرنے کے لئے میرے پاس وقت، رقم، صحت اور دوسری ذمہ داریوں سے فرصت میسر ہے۔

۴۔ کیا میں کافی معلومات حاصل کر سکتا ہوں۔

۵۔ کیا تحقیق کے لئے میری رسائی ان آلات، ساز و سامان، تجربہ گاہوں اور لوگوں تک ہو سکتی ہے جو اس کے لئے ضروری ہیں۔ موضوع کے انتخاب جیسے اہم مرحلے کے وقت موضوع سے متعلق اور کن امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل نکات بہرحال نشان راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

۱۔ تحقیق علم میں اضافے کا باعث ہو، یعنی علم کے جس شعبے میں تحقیق کی جاری ہے اسے کیا فائدہ پہنچے گا۔

۲۔ موضوع اہم بھی ہونا چاہیئے۔اوسط درجے کی شخصیت کی بجائے کوئی اہم دور یا تحریک کو منتخب کرنا چاہیئے۔

۳۔ قارئین کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہو۔ اردو شاعری میں مستعمل بحور کے زحافات جیسے موضوع سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

۴۔ قابل عمل بھی ہو۔مثلاً ''اردو ادب کی تاریخ'' قابل عمل نہیں ہے۔

۵۔ کافی مواد دستیاب ہو۔ دکن کے قدیم غزل گو ''استاد محمود، ملا خیالی'' جیسے موضوعات پر مواد کا حصول دشوار ہے۔

۶۔ موضوع خالص تنقیدی نہ ہو جیسے اردو شاعری میں یاسیت فیض کی شاعری میں اشتراکیت۔

۷۔ موضوع اچھوتا ہو اس پر پہلے کام نہ ہوا ہو، کسی موضوع پر دوبارہ کام اسی وقت ہونا چاہیئے جب نئے حقائق کی روشنی میں اس میں اضافے کا امکان ہو۔

۸۔ موضوع زیادہ وسیع نہیں ہونا چاہیئے جیسے ''اردو شاعرات''

۹۔ زیادہ عمومی نہ ہو جیسے دکنی شاعری، غالب کی شاعری، راشد الخیری کی نثر وغیرہ۔

۱۰۔ ایسی زندہ شخصیات جن کا تخلیقی و تحقیقی سفر ہنوز مکمل نہ ہوا ہو ان پر بھی کام مناسب نہیں۔

۱۱۔ موضوع مناظرانہ نہ ہو مثلاً تشیع اور تصوف۔

۱۲۔ زیادہ حالیہ نہ ہو۔مثلاً اردو ماہیا۔

۱۳۔ زیادہ فنی نہ ہو مثلاً عروض وقوافی، صنائع بدائع

۱۴۔ ایسا موضوع بھی مناسب نہیں جس کے لئے دوسری زبان اور دوسرے علوم کی مہارت ضروری ہو جیسے مستشرقین کی اردو قواعد نویسی، برصغیر کی مختلف زبانوں میں غزل۔

۱۵۔ ایسا موضوع بھی نہیں لینا چاہیئے جس کے مواد تک رسائی آسان نہ ہو جیسے ڈاکٹر اسپرنگر، ارکاٹ میں اردو وغیرہ۔

۱۶۔ کسی اور محقق کا اس پر دعویٰ تو نہیں۔

موضوع کے انتخاب کے بعد اگلا مرحلہ خاکے کی تیاری کا ہوتا ہے۔ یہ مرحلہ بھی موضوع کے انتخاب کے مانند احتیاط اور محنت کا تقاضا کرتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ محققین کی اکثریت خاکے کے معنی و مفہوم اور اس کی اہمیت سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے اسے صرف کسی موضوع کی ابواب بندی سمجھ لیتی ہے۔ تحقیق کرنے والا اپنے لئے کسی شخصیت، صنف، ادبی دور یا تحریک کو انتخاب کرنے اور کسی فاضل استاد سے مشورہ کر کے اپنے موضوع کے حوالہ سے چند تعارفی سطور تحریر کرنے کے بعد ابواب بندی پر آ جائے گا اس کے بعد کتابیات کی ایک لمبی چوڑی فہرست دے کر اپنے آپ کو خاکہ سازی کے فرض سے سبکدوش سمجھے گا۔ اس سرسری کاوش سے نہ موضوع تحقیق کی اہمیت واضح ہوتی ہے نہ ہی مقاصد تحقیق اجاگر ہوتے ہیں اور نہ ہی پس منظری مطالعہ کے خدوخال پر روشنی پڑتی ہے۔ تحقیقی موضوع کا خاکہ تیار کرنے والے کے ذہن میں خاکہ سے متعلق ان باتوں کا واضح ہونا نہایت ضروری ہے۔

الف۔ خاکہ کیا ہوتا ہے؟

ب۔ خاکہ تحریر کرنے کے مقاصد۔

ج۔ خاکہ کے اہم اجزاء۔

سید جمیل احمد رضوی اور گیان چند نے خاکہ کی تعریف اور اس کے مقاصد سے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ جس طرح زندگی کے ہر شعبے میں کسی کام سے متعلق جو منصوبہ بنایا جاتا ہے وہی اس کا خاکہ ہے۔ (۵) اسی طرح سے تحقیقی منصوبے کا خاکہ مختلف تصورات/ ابواب بندی کی تقسیم، ترتیب اور باہمی رشتے کا نام ہے۔ خاکہ کو تحقیق اور تسوید کی بیچ کی منزل کہا گیا ہے۔ خاکہ مواد کی بے ترتیبی میں ترتیب لانے کا ذہنی تصور ہے اور اس کو عملی شکل دینا تسوید کہلاتا ہے۔ کسی تحقیقی منصوبہ کے خاکہ کو کسی عمارت کے تعمیر کے نقشے کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اس مشابہت کو درج ذیل الفاظ میں نہایت اچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔

"اس کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو کسی عمارت کے نقشے کی ہوتی ہے۔ اگر اس کی تعمیر سے پہلے نقشے کو تیار نہ کروایا جائے تو اس کی ساخت میں بہت سے نقائص رہ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ مثلاً عملی لحاظ سے ناکارہ ثابت ہونے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔ اس کا جمالیاتی پہلو بری طرح متاثر ہونے کا امکان بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر محقق تحقیقی منصوبے کا خاکہ پہلے سے تیار نہیں کرتا، تو ممکن ہے اس کے کام میں بہت سی خامیاں رہ جائیں یا اس کو بہت سی مشکلات سے دو چار ہونا پڑے۔"(۶)

مندرجہ بالا اقتباس تحقیق میں خاکہ کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ کسی بھی خاکے کے چند نمایاں مقاصد درج ذیل ہو سکتے ہیں۔

(الف) خاکہ مقالے کی ہیئت متعین کرتا ہے۔

(ب) مقالہ کو واضح سمت عطا کرتا ہے اور محقق کی مطالعاتی محنت کا رخ متعین کرتا ہے۔

(ج) خاکے کی خوب صورتی اور ربط سے مقالے کی خوبی اور ربط کا اظہار ہوتا ہے۔

خاکے کے مفہوم، اہمیت اور مقاصد کے بارے میں اتنا کچھ جان لینے کے بعد ایک بنیادی بات جو ابھر کر سامنے آتی ہے یہی ہے کہ کسی بھی موضوع پر خاکہ تیار کرنے سے پہلے زیرغور موضوع کو ہر پہلو سے دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں اتنا بنیادی علم اور معلومات حاصل کرنا ضروری ہے کہ جس سے اس موضوع سے متعلق مواد اور ماخذ کا اندازہ کیا جا سکے۔ ایک انگریز مصنف راتھ Roth نے اسی بنا پر مواد جمع کرنے کے بعد خاکہ تیار کرنے کی سفارش کی ہے۔ (۷) خاکہ تیار کرنا بلاشبہ ایک مشکل کام ہے۔ اس ضمن میں ادب و تحقیق کے میدان میں بڑے بڑے مصنفین سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ خاکہ کے اہم اجزاء ترتیب وار ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ موضوع تحقیق

۲۔ مقاصد تحقیق
۳۔ تحقیق کی اہمیت و ضرورت
۴۔ مطالعہ ادب (پس منظری مطالعہ)
۵۔ تحقیق کا طریق کار
۶۔ تعریفات و مخففات کی وضاحت
۷۔ مطالعہ کا شیڈول
۸۔ فہرست ضمیمہ جات
۹۔ کتابیات

مذکورہ بالا اجزائے خاکہ میں سے موضوع تحقیق کو ہر لحاظ سے قطعی اور واضح ہونے کے ساتھ ساتھ زمانی اعتبار سے بھی اس کی تحدید ہونی چاہیے تاکہ ایک معین وقت میں اسے مکمل کیا جا سکے۔ موضوع تحقیق کی اہمیت و مقاصد سے متعلق بھی اشارہ دیا جا چکا ہے۔ یہاں ایک مثال کی روشنی میں قدرے وضاحت سے بات کی جاتی ہے کہ مثلاً کسی سکالر کو مکاتیب اقبال پر تحقیق کا حق ادا کرنا ہے تو وہ مقاصد تحقیق ان عنوانات کے ساتھ تحریر کر سکتا ہے۔ خیال رہے کہ تحقیق کے مقاصد سے ہی اس کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ مکاتیب اقبال کی تحقیق کے مقاصد۔

الف علامہ اقبال کے خطوط کی ادبی اہمیت کا تعین کرنا۔

ب خطوط اقبال بیان کردہ علمی، ادبی سیاسی و دینی مباحث کی تشریح کرنا۔

ج مطالعہ اقبال کی روشنی میں علامہ اقبال کی شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کرنا۔

مکاتیب اقبال پر تحقیق کرنے یا خاکہ بنانے والے سکالر کو مطالعہ ادب یا پس منظری مطالعہ کے باب میں علامہ اقبال کے تمام مکاتیب کے مجموعے مثلاً مکتوبات اقبال بنام نذیر نیازی، انوار اقبال، نوادر اقبال، خطوط اقبال بنام جناح، مکاتیب اقبال بنام گرامی اور دیگر مجموعوں کا ذکر کرنے کے بعد ان پر تحقیقی و تنقیدی لٹریچر کا حوالہ دینا ہوگا اور یہ واضح کرنا ہوگا

کہ زیر تحقیق موضوع پر اس سے پہلے کن کن پہلوؤں پر تحقیق کی جا چکی ہے اور سکالر کے نزدیک ابھی کون سا پہلو تشنہ تحقیق ہے یہاں پر وکیل صفائی کی مانند سکالر کو اپنے موقف تحقیق کا دفاع کرنا ہوگا۔ مطالعہ کے شیڈول میں مواد کی جمع بندی سے لے کر مقالہ کی جلد بندی تک کے تمام مراحل کو وقت کی مناسب تقسیم کے ساتھ درج کرنا ہوگا۔ مقالہ میں آنے والی ممکنہ اصطلاحات اور مخففات کی وضاحت اور آخر میں صرف ان کتابیات کا ذکر کرنا ہوگا جن سے سکالر نے خاکہ سازی میں استفادہ کیا ہے۔ (۸)

حواشی

1. Richard Altic, the art of literacy research Nortin & Coy new York. 967, P.67
2. Cole Arthur H and Brigelow. Manual of Thesis Writing Eight Printing N. York 956 P.2

3۔ پروفیسر عبدالقادر سروری، اردو میں تحقیقی کام مشمولہ رہبر تحقیق اردو سوسائٹی لکھنو یونیورسٹی ۱۹۷۶ء، ص ۲۔

4۔ سید جمیل احمد رضوی، لائبریری سائنس اور اصول تحقیق، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۹۸۷، ص ۸۔

5۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو لائبریری سائنس اور اصول تحقیق صفحات ۸۴۔۷۵ اور گیان چند، تحقیق کا فن۔ اتر پردیش اردو اکادمی لکھنو ۱۹۹۱ء، صفحات ۱۔۱۶

6۔ لائبریری سائنس اور اصول تحقیق، ص ۸۵۔

7. Roth Audray J. The research Paper Form and content woods worth pub, cop california 1966. p.70

8۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو گیان چند تحقیق کا فن، ص ۱۹۔

اس مضمون کی تشکیل میں درج ذیل کتاب بھی بالواسطہ طور پر معاون ثابت ہوئیں۔

- عبدالرزاق قریشی۔ ''مبادیات تحقیق''، ادبی پبلشرز ۸ شیفرڈ روڈ، بمبئی ۱۹۶۸ء۔
- رشید حسن خان، ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ ۱۹۷۸ء۔